30

ہمیشہ جائزہ لیتے رہو کہ تمہارے اعمال قرآن کریم کی بیان کردہ تعلیم کے مطابق ہیں یا نہیں

مسلمانوں کے لیے ہر معاملہ میں مقدّم قرآن کریم ہے
اس کے بعد سنت اور پھر حدیث کا درجہ ہے

(فرمودہ 7 نومبر 1958ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ 1

اس کے بعد فرمایا:

"مسلمانوں میں عام طور پر یہ عادت پائی جاتی ہے کہ اگر وہ قرآن کریم میں کسی خاص قوم کے عیب کا ذکر پڑھ لیں تو وہ اپنے آپ کو اس سے مستثنیٰ خیال کر لیتے ہیں حالانکہ اصل میں اصول کا سوال ہوتا ہے۔ جو چیز ایک یہودی کے لیے بری ہے حالانکہ اُس کی کتاب ہماری کتاب سے ادنیٰ ہے، جو چیز ایک عیسائی کے لیے بری ہے حالانکہ اُس کی کتاب میں کوئی شریعت ہے ہی نہیں وہ ہمارے لیے یقیناً اُس سے زیادہ بری ہے۔ اگر ایک یہودی کے متعلق یہ کہا جائے کہ

وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوۡنَ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہ ظالم ہوتا ہے تو یقیناً ایک مسلمان اگر قرآن کریم یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ طریق کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا تو وہ اُس سے زیادہ ظالم ہے کیونکہ قرآن کریم کُلّی طور پر محفوظ کتاب ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے نبی تھے اور قرآن کریم خود فرماتا ہے کہ آپؐ کی اتباع لازمی اور ضروری ہے 2 اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہے اپنے پاس سے کوئی بات نہیں کہتے تھے بلکہ جو بات بھی کرتے تھے وہ ایک قسم کی وحی ہوتی تھی 3 چاہے وہ وحی خفی ہو یا وحی جلی۔ وحی جلی قرآن کریم ہے جسے وحی متلوّ بھی کہتے ہیں اور ایک وحی غیر متلوّ ہے جو وحی خفی کہلاتی ہے جس کو حدیث بھی کہتے ہیں۔ اِس کا درجہ قرآن کریم کے بعد ہے لیکن بہرحال دوسرے علماء کے اقوال پر مقدّم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دفعہ پوچھا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہمارا طریق یہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن کریم کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ اور جب قرآن کریم میں کوئی بات نہ ملے تو پھر اسے حدیث سے تلاش کیا جائے۔ اور جب حدیث سے بھی کوئی بات نہ ملے تو پھر استدلالِ اُمت کے مطابق فیصلہ کیا جائے 4 یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریق تھا۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ ہمارا مسلک حنفی ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے ایک شاگرد کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص شافعی ہے تو حنفی جج کا فرض ہے کہ اُس کے مقدمہ کا فیصلہ شافعی فقہ کے مطابق کرے اور اگر کسی اَور فرقہ سے تعلق رکھتا ہے تو اُس کے مطابق فیصلہ کرے سوائے اِس کے کہ مدعی اور مدعا علیہ کے عقیدوں میں اختلاف ہو۔ ایسی صورت میں اگر ان کا معاملہ اپنی جماعت کے سامنے آئے گا تو ان کے بارہ میں جماعتی فیصلہ مانا جائے گا۔ اور اگر ان کا معاملہ سرکاری عدالت میں جائے گا تو جو سرکاری قانون ہے وہ مانا جائے گا کیونکہ جب فریقین مختلف العقیدہ ہوں تو یہ سمجھا جائے گا کہ اُن کے مابین جو تصفیہ ہوا تھا وہ قانون کے مطابق ہوا تھا۔ پس مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن اور پھر حدیث کے مطابق اپنے جھگڑوں کے فیصلے کریں۔

حدیث پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنت کو مقدّم رکھا ہے 5 کیونکہ حدیث

میں یہ شُبہ ہوسکتا ہے کہ نامعلوم وہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے یا نہیں مگر سنت تو وہ ہے جو تمام امت میں چلی آتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہؓ نے سیکھا اور صحابہؓ سے تابعین نے سیکھا اور تابعین سے تبع تابعین نے سیکھا۔ اِسی طرح آج تک برابر اس پر امتِ محمدیہ عمل کرتی چلی آ رہی ہے۔ مثلاً نکاح ہے۔ نکاح کی تفاصیل قرآن کریم میں درج نہیں۔ لیکن نکاح سارے مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔ چاہے وہ خارجی ہوں، حنفی ہوں، شیعہ ہوں یا کسی اَور فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ یعنی نکاح کے بغیر چاہے وہ کسی قسم کا ہو، چاہے اُس کا نام مُتعہ ہی رکھ لو کوئی عورت رکھنی ناجائز سمجھی جاتی ہے۔ گویا قدرِ مشترک سنت کو کہتے ہیں۔ روایت کے متعلق اختلاف ہوسکتا ہے کہ اُس کا راوی قوی تھا یا ضعیف مگر سنّت کے متعلق کوئی اختلاف نہیں کرسکتا کیونکہ یہ سب لوگوں کے درمیان بطور قدرِ مشترک کے پائی جاتی ہے۔ مثلاً لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ شیعہ بھی یہی کہتے ہیں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا، سُنّی بھی یہی کہتے ہیں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا، خارجی بھی یہی کہتے ہیں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ یہ قدرِ مشترک ہے اور سنّت ہے اور یہ قرآن کریم کے بعد درجہ رکھتی ہے کیونکہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے جو ثابت شدہ ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت شدہ عمل بہرحال امت کے اقوال اور فتووں سے بڑھ کر ہے کیونکہ امت کے علماء خواہ کتنے بڑے ہو جائیں وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ اور ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ فلاں بات میں علماء نے غلط کہا ہے مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلطی کی ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایسا کہے تو اس کی مثال ایسی ہی ہوگی جیسے ایک پٹھان کے متعلق مشہور ہے کہ اُس نے کنز پڑھی ہوئی تھی۔ ایک دفعہ اُس نے حدیث پڑھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسنؓ کو گودی میں اُٹھا لیا اور جب سجدہ میں تشریف لے گئے تو انہیں نیچے رکھ دیا۔6 وہ یہ حدیث پڑھ کر کہنے لگا ''خو محمد صاحب کی نماز ٹوٹ گئی'' کیونکہ انہوں نے حرکتِ کبیرہ کی ہے اور حرکتِ کبیرہ فقہ حنفیہ کے مطابق نماز توڑ دیتی ہے۔ ایک شخص نے یہ بات سنی تو اُس نے کہا کم بخت! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیں بتایا ہے کہ نماز اس اس طرح پڑھا کرو ورنہ ہمیں نماز کا کیا پتا تھا اور انہی کے متعلق تم کہتے ہو کہ اُن کی نماز ٹوٹ گئی۔ وہ کہنے لگا کنز میں یہی لکھا

ہے حالانکہ "کنز" آپ کی وفات کے کئی سو سال کے بعد لکھی گئی ہے۔ تو حقیقت یہی ہے کہ بعد میں آنے والے علماء چاہے کتنے بڑے ہوں سب محمد رسول اللہ کے تابع ہیں۔

آج ایک عورت ہمارے ہاں آئی۔ وہ قادیان کی پرانی عورت ہے۔ اُس کے دماغ میں کچھ نقص ہے۔ کہنے لگی میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ اگر تم چھ مہینے متواتر روزے رکھو تو خلیفۃ المسیح کو صحت ہو جائے گی۔ مگر میں نے جن علماء سے پوچھا انہوں نے یہی کہا ہے کہ چھ ماہ کے متواتر روزے رکھنا ناجائز ہے۔ اُس نے کہا میاں بشیر احمد صاحب نے کہا ہے کہ تُو جمعرات اور پیر کے روزے رکھ لیا کر لیکن اِس کے بعد میں نے پھر خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے ہیں اور انہوں نے مجھ سے کہا میں نے تو کہا تھا کہ تُو چھ ماہ کے متواتر روزے رکھ تُو متواتر روزے کیوں نہیں رکھتی؟ میں نے کہا تیری خواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے الہاموں کے متعلق یہ فرماتے ہیں کہ اگر میرا کوئی الہام قرآن اور سنّت کے خلاف ہو تو میں اُسے بلغم کی طرح پھینک دوں گا۔7 جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی وحی کو قرآن کریم اور سنّت کے اتنا مطابق کرتے ہیں تو ہمیں بھی اپنی خواب آپ کے احکام کے مطابق رکھنی پڑے گی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے متواتر اور لمبے عرصہ کے روزوں سے منع کیا ہے8 تو اگر تمہیں کوئی خواب اس حکم کے خلاف آئی ہے تو وہ شیطانی سمجھی جائے گی خدائی نہیں سمجھی جائے گی۔ اگر خدائی خواب ہوتی تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتی آپؐ کی تردید نہ کرتی۔ پس جو خواب ایسی ہو جو قرآن کریم یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتویٰ اور سنت کے خلاف ہو وہ بہرحال ردّ کرنے کے قابل سمجھی جائے گی کیونکہ نہ تو قرآن کریم کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے اور نہ سنّت کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے اور نہ صحیح حدیث کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے۔ حدیث کے متعلق زیادہ سے زیادہ کوئی کہہ دے گا مشتبہ ہے لیکن قرآن کریم اور سنّت کو کیا کہے گا اور پھر عقل کو کہاں لے جاوے گا۔ اکثر عقل بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ساتھ مل جاتی ہے تو پھر حدیث کو دو طاقتیں مل جاتی ہیں۔ ایک تو احتمال ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہو اور دوسرے عقلِ سلیم نے کہہ دیا کہ وہ قول صحیح ہے ایسی صورت میں بہرحال وہ حدیث قابلِ عمل

ہوگی کیونکہ وہ قرآن کریم کے تابع ہوگی۔

بہرحال جب بھی کوئی بات قابلِ دریافت ہو تم یہ نہ پوچھا کرو کہ امام ابوحنیفہؒ کیا کہتے ہیں یا امام شافعیؒ کیا کہتے ہیں تم یہ پوچھا کرو کہ قرآن کریم کیا کہتا ہے۔ لیکن اگر قرآن کریم اُس کے متعلق خاموش ہو تو تمہیں سنّت پر نظر ڈالنی چاہیے۔ اگر کوئی سنّت مل جائے تو وہ قدرِ مشترک ہوگی اور وہ بہرحال کسی ایک فقہ کے امام سے زیادہ قابلِ قبول ہوگی کیونکہ اس میں شیعہ، سُنّی، خارجی، حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی وغیرہ سارے متفق ہوں گے اور چونکہ قدرِ مشترک میں سارے امام اکٹھے ہو جائیں گے اس لیے ان کی بات زیادہ صحیح سمجھی جائے گی اور وہی قابلِ عمل قرار پائے گی۔ اور جو شخص اس کو چھوڑے گا وہ گویا ایک قسم کے اجماع کو چھوڑے گا۔ حقیقی اجماع تو ایک ناممکن چیز ہے۔ درحقیقت سارے مسلمان سوائے قدرِ مشترک کے کسی ایک بات پر اکٹھے ہوتے نظر نہیں آئے اور قدرِ مشترک کے خلاف کوئی جاتا ہی نہیں۔ مثلاً آج کوئی کہہ دے کہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے بغیر بھی انسان مسلمان ہو جاتا ہے تو سارے مسلمان کہیں گے کہ یہ شخص جھوٹ بولتا ہے کیونکہ یہ بات قدرِ مشترک کے خلاف ہے۔ سُنّی بھی یہی کہتا ہے کہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے سے انسان مسلمان ہوتا ہے، خارجی بھی یہی کہتا ہے، حنفی بھی یہی کہتا ہے، شافعی بھی یہی کہتا ہے، مالکی بھی یہی کہتا ہے، حنبلی بھی یہی کہتا ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اہلِ قرآن بھی یہی کہتا ہے۔ گو وہ محمدؐ کے معنے قرآن کریم کے لے لیتا ہے مگر کہتا یہی ہے کہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ گویا وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مُراد تو قرآن کریم لیتا ہے لیکن قدرِ مشترک میں فرق نہیں کرتا۔

پس عمل کرتے وقت ہمیشہ یہ سوچا کرو کہ قرآن کریم کیا کہتا ہے، یہ نہ پوچھا کرو کہ فلاں امام کیا کہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ خدائی کتاب کے خلاف جو کوئی کام کرتا ہے وہ ظالم ہوتا ہے۔ قیامت کے دن کوئی امام خدا تعالیٰ کے سامنے تمہاری طرف سے جواب نہیں دے گا تم آپ جواب دو گے کیونکہ خدا نے ایک قرآن تو اس کتاب میں رکھا ہے جو ہمارے پاس ہے اور ایک قرآن اُس نے ہمارے دماغوں میں رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ۔[9] قرآن کریم کی ایک ورشن (VERSION) ایسی ہے جو مخفی طور پر فطرتِ انسانی میں رکھ دی گئی ہے۔ گویا ایک قرآن وہ

ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے اور ایک قرآن وہ ہے جو خدا تعالیٰ نے فطرتِ انسانی میں مخفی طور پر رکھ دیا ہے۔ یہ دونوں جب آپس میں مل جاتے ہیں تو وہ پکّا قرآن ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن کریم کی بھی لوگ تاویلیں کرتے رہتے ہیں۔ مگر جب اِس کی کوئی تفسیر فطرتِ صحیحہ کے مطابق ہو تو وہ صحیح سمجھی جائے گی۔ لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلاں تفسیر بِالرائے ہے۔ حالانکہ اگر تفسیر بِالرائے قرآن کریم کے لفظوں کے ساتھ مل جاتی ہے تو وہ تفسیر بالرائے کس طرح ہوئی؟ رائے کے متعلق بھی تو انسان سمجھ سکتا ہے کہ وہ قرآن کریم کے مطابق ہے یا نہیں۔ اگر وہ قرآن کریم کے مطابق ہے تو اُس کو غلط کہنے والا خود غلطی خوردہ ہوگا۔

ایک احمدی عورت نے جس کا خاوند بڑے عہدہ پر ہے مجھے بتایا کہ میرا خاوند ایک دفعہ ریلوے کے ایک بڑے افسر کو میرے پاس لے آیا اور کہنے لگا کہ یہ تمہیں سمجھائے گا۔ افسر باتیں کرنے لگا تو میں نے کہا آپ تو ایک عالم آدمی ہیں اور میں زیادہ پڑھی لکھی نہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ قرآن کریم صرف آپ کے لیے نازل ہوا ہے یا میرے لیے بھی نازل ہوا ہے؟ کہنے لگا ہر ایک کے لیے نازل ہوا ہے۔ میں نے کہا اگر قرآن کریم میرے لیے بھی نازل ہوا ہے تو پھر میرا بھی حق ہے کہ میں اِس کے معنے کروں۔ کہنے لگی وہ شخص شرمندہ ہو کر کہنے لگا۔ ہاں! آپ کا بھی حق ہے کہ اس کے معنے کریں۔ اس عورت نے بتایا کہ پھر جب اس نے معنے کیے تو میں نے اُس پر اعتراض کیا۔ اِس پر وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا۔ بعد میں میرا خاوند کہنے لگا میں اتنے بڑے آدمی کو تمہارے پاس لایا تھا مگر تم نے اُس کی ذلّت کر دی۔ میں نے کہا اُس نے تو آپ ہی کہہ دیا تھا کہ تمہارا بھی حق ہے کہ قرآن کریم کے معنے کرو۔ اور جب اُس نے مجھے حق دیا تھا تو میں کیوں اپنا حق استعمال نہ کرتی۔

اب دیکھو ایک عورت بھی سمجھتی ہے کہ تفسیر بالرائے کیا چیز ہوتی ہے۔ وہ یہ جانتی ہے کہ اگر ہم قرآن کریم کے اُلٹ معنے کرتے ہیں تو دوسرا آدمی آپ ہی اُس کی تردید کر دے گا۔ اور اگر وہ ان معنوں پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا اور مان لیتا ہے تو وہ تفسیر بالرائے کیسے ہوگئی؟ آخر جو شخص تفسیر بالرائے کرتا ہے وہ بھی تو کوئی تفسیر کرتا ہے یا نہیں؟ اگر اس تفسیر کو ردّ کر دیا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ تفسیر غلط تھی اور وہ تفسیر جو دلائل کے ساتھ غالب آ گئی وہ صحیح تھی۔ ایسی تفسیر کو

تفسیر بالرائے کہنا حماقت اور قرآن کریم کی تردید ہے''۔

(الفضل 25 نومبر 1958ء)

1: المائدۃ:46

2: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:32)

3: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ـ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم:4،5)

4: ملفوظات جلد 5 صفحہ 134

5: کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 62

6: بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب اِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيْرَةً عَلٰى عَاتِقِهٖ فِي الصَّلٰوۃ میں امامہ بنت زینب کا ذکر ہے۔

7: آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 21

8: بخاری کتاب الصوم باب الوصال

9: الواقعۃ:78،79